امریکہ میں مشرقی علوم کی اشاعت

ازجناب مولوی حافظ رشید احمد صاحب بی۔اے

مندرجہ ذیل مضمون امریکن یونیورسٹی بیروت کے ایک پروفیسر حتیٰ فلپ خوری کی تحقیقات کا نتیجہ ہے جو "الہلال قاہرہ" میں شائع ہوا تھا۔ صاحب موصوف ریاستہائے متحدہ امریکہ کی کولمبیا یونیورسٹی کے علوم مشرقی کے پروفیسر رہ چکے ہیں اسی وجہ سے ذیل کی معلومات ان کے ذاتی مشاہدات و تجربات کا آئینہ ہیں۔ اور اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ امریکہ جیسے دور افتادہ براعظم میں جس کا مشرقِ قریب کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ہمارے آبا و اجداد کے علوم کی اشاعت کے لئے کس قدر انتھک کوششیں ہورہی ہیں۔ کیا اہلِ بصیرت ان حقائق کو چشمِ بصیرت سے دیکھیں گے۔ ؏

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں علوم مشرقیہ کا چرچا اور ذوق و شوق اس قدر نہیں جس قدر یورپ میں ہے۔ اس کی وجہ بڑی حد تک جغرافی بعد، تجارتی اقتصادی اور سیاسی تعلقات کا فقدان ہے۔ تاہم علومِ مشرقیہ کی تعلیم و اشاعت کا جذبہ وہاں بالکل معدوم نہیں ہے بلکہ کمتر پیمانہ پر وہاں بھی یورپ کی طرح مشرقی علوم کی تعلیم و اشاعت کا زبردست انتظام ہے۔

چونکہ مشرقِ قریب کے ساتھ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سیاسی اور اقتصادی تعلقات اس طرح قائم نہیں ہیں جس طرح کہ انگلستان، فرانس، جرمنی اور اٹلی کے تعلقات ہیں اس لئے سوائے مذہبی جذبات کے اور کوئی محرک نہیں جو انھیں مشرقی علوم کی تحصیل پر آمادہ کرے۔ وہی نوجوان طلبا، جو عیسائیوں یا یہودیوں کے مذہبی پیشوا بننا چاہتے ہیں اپنی مقدس کتابوں کے تعلق سے سرزمین مشرق کی تاریخ، لٹریچر اور فلسفہ کی تعلیم حاصل کرنے کا قصد کرتے ہیں۔ انھیں میں وہ طلبار بھی شامل ہیں جو بلادِ اسلامیہ، چینی اور جاپانی ممالک میں مذہبی تبلیغ و اشاعت کا کام سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ ان مقامات کے باشندوں کی زبان، مذہبی رسوم اور ان کے لٹریچر سے بخوبی واقف ہوں مگر اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ امریکن کالجوں کے مشرقی شعبہ کے تمام طلبار مذہبی نقطۂ نگاہ سے ان علوم کی تحصیل کرتے ہیں بلکہ ان میں متعدد طلبہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مقدس مقامات کی سیر و سیاحت یا مشرقِ قریب میں تجارتی سلسلہ قائم کرنے یا امریکن سفیر و قونصل بننے کے لئے ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ چند

طلبا ایسے بھی ہوتے ہیں جو ان مشکل علوم پر محض علمی اور طبعی ذوق کی وجہ سے توجہ دیتے ہیں۔
یہ عجیب بات ہے کہ اگرچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سیاسی اور تجارتی تعلقات مشرق اقصیٰ (جزائر فلپائن۔ چین، جاپان) کے ساتھ بہ نسبت مشرق قریب کے زیادہ مستحکم اور قوی ہیں مگر دیگر علوم مشرقیہ کی بہ نسبت امریکن طلبا کی توجہ سامی علوم و فنون کی طرف بہت زیادہ ہے جس کی وجہ وہ تاریخی تعلقات ہیں جن کی وجہ سے فلسطین میں لاکھ امریکن یہودیوں اور دس کروڑ امریکن عیسائیوں کی مقدس سرزمین ہے۔

تعلیم و اشاعت کے وسائل | امریکہ میں علوم مشرقیہ کی تعلیم و اشاعت کے چار بڑے ذرائع ہیں۔ مدارس رسائل۔ کتب خانے۔

مشرقی مدارس | اس قسم کے مدارس دو طرح کے ہیں۔

(۱) وہ مدارس اور شعبہ جات جن کا یونیورسٹیوں سے تعلق ہے۔

(۲) وہ مدارس جہاں مذہبی تعلیم کا انتظام ہے اور اس کے ساتھ مشرقی علوم کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

سب سے پہلے یونیورسٹیوں کے مدارس کا ذکر ہوگا۔

مشرقی شعبہ جات | امریکن یونیورسٹیوں میں مشرقی علوم کی تحصیل کے لئے مختلف شعبہ جات موجود ہیں جن میں صرف گریجویٹ شامل ہو سکتے ہیں۔ ایسا طالب علم وہاں ایک یا دو سال تک تعلیم حاصل کرتا ہے اس کے بعد وہ ایم اے کی ڈگری کا مستحق ہوتا ہے اور اگر وہ ایک سال اور تحقیقات میں مصروف رہے تو اسے ڈاکٹری کا ڈپلوما بھی مل جاتا ہے۔ امریکہ میں کم از کم تیس یونیورسٹیاں ایسی ہیں جن میں علوم مشرقی کا باقاعدہ انتظام ہے۔ ان میں زیادہ اہم اور قابل ذکر یایل۔ ہارورڈ۔ کولمبیا۔ جونس ہپکنس۔ پنسلوانیا۔ اور شکاگو کے جامعات ہیں۔ ہر ایک جامعہ میں مشرقی شعبہ کے ماتحت مشرقی زبانوں اور سامی علوم مثلاً۔ سریانی، عبرانی اور عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نیز اردو۔ فارسی۔ سنسکرت، پہلوی۔ جاپانی۔ چینی اور ترکی لٹریچر کی تعلیم کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔

ہارورڈ کالج | ریاستہائے متحدہ امریکہ میں سب سے پرانا ہارورڈ کالج ہے۔ جس کی بنیاد ۱۶۳۶ء میں آکسفورڈ اور کیمبرج کے طرز پر پڑی۔ اس کے کئی پرانے گریجویٹوں نے مذہبی پیشہ اختیار کیا۔ اس وجہ سے اس کالج کے پرانے دستور العمل میں عبرانی زبان اور مشرق کی تاریخ قدیم کا درس شامل تھا۔ مگر مشرقی شعبے باقاعدہ طور سے سال گذشتہ کے آغاز ہی میں منظم ہوئے ہیں۔ اس بارے میں کولمبیا اور یایل کے جامعات نے سب سے پہلے قدم اٹھایا۔ ہارورڈ آج تک مشرقی علوم کی تحصیل کا اہم امریکی مرکز شمار کیا جاتا ہے وہاں عربی کے پروفیسر ڈاکٹر جیمیس جیوٹ (James Jewett.) ہیں انھوں نے امریکن یونیورسٹی بیروت میں بھی درس دیا ہے اور سبط ابن الجوزی کی کتاب "مرآۃ الزمان" بھی انھوں نے طبع کرائی تھی۔

ہارورڈ کے دوسرے مستشرق جارج فٹ مور (G. F. t Moore.) ہیں جو سامی لٹریچر کے سب سے بڑے امریکی عالم سمجھے جاتے ہیں لیک پروفیسر لیوینر (L. Wiener.) ہیں جنھوں نے عربی تمدن کا ہسپانوی قوم گاتھ کے ساتھ تعلق کے عنوان پر ایک کتاب تصنیف کی ہے۔

یایل یونیورسٹی کے مشرقی پروفیسر ڈاکٹر البرٹ کلے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف ایک جدید نظریے کے بانی ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ شمالی شام اور لبنان سامی قوم کا گہوارہ تھا۔ ڈاکٹر ٹاری بھی وہاں عربی زبان کے ایک معتبر فاضل سمجھے جاتے ہیں۔ یایل میں ایک عمدہ عجائب خانہ مشہور امریکن دولتمند مسٹر مورگن کی مالی امداد سے قائم کیا گیا ہے جس میں سامی تمدن کے متعلق نادر اشیا موجود ہیں۔

امریکن اساتذہ

مشرقی شعبوں میں تمام اساتذہ امریکن، عیسائی اور یہودی مستشرقین ہیں۔ بعض پروفیسر جرمنی کے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ مشرقی ممالک کا کوئی عالم اس منصب پر متعین نہیں ہے۔ عام طور پر یہ اساتذہ جرمن یونیورسٹیوں کے فارغ شدہ ہیں اور خاص کر لیزگ اور برلن ان کا تعلیمی مرکز ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہاں کی جامعات کا تعلیمی دستور العمل اور طریقہ تعلیم اصولاً جرمنی مدارس کے پروگرام کے مطابق رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جرمنی ہی کی تالیف کردہ کتابیں بھی نصاب میں داخل ہیں۔ چنانچہ عربی نحو میں سوسن کی مرتب کردہ کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ اور سریانی سبق کے لئے بروکلمن کی تالیف کردہ کتاب داخل نصاب ہے۔ اسی طرح اشوری زبان کی تعلیم دلیتس کی کتاب سے دی جاتی ہے اور قبطی زبان کی تعلیم کے لئے سینڈوروف کی کتاب پڑھائی جاتی ہے۔

امریکن مستشرقین عربی زبان میں گفتگو اور تحریر پر اچھی طرح قادر نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ مصر و شام کی سیاحت بھی کر آتے ہیں پھر بھی ان کا تلفظ درست نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک مستشرق نے ایک مرتبہ تعارف کے بعد سب سے پہلے یہ سوال کیا "کیا آپ نخوٌ سے شناسا ہیں؟"

اس نے نحو کا تلفظ خائے معجمہ سے کیا۔ کیونکہ ان لوگوں کے لئے حائے مہملہ سے تلفظ ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ تاہم اس قسم کی خامیوں کے باوجود یہ لوگ عربی زبان کے کتابی لٹریچر تاریخ اور فلسفہ زبان (فیلالوجی) کے زبردست ماہر ہوتے ہیں۔ عربی اشتقاق اور فلسفہ زبان پر انھیں اس قدر مہارت ہوتی ہے کہ اس بارے میں میرے خیال میں شام و مصر کا کوئی عالم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

سامی زبانوں کا سلیبس

چونکہ کولمبیا یونیورسٹی کا مشرقی شعبہ سب سے زیادہ قدیم اور سب سے زیادہ منظم ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ قارئین کرام کے سامنے اس کے اہم اسباق کا سلیبس تحریر کروں جو اس کے شائع کردہ پروگرام ۱۹۲۱ء سے ماخوذ ہے۔ (شعبوں کی ترتیب حروف ابجد کے لحاظ سے ہے)۔

سامی زبانیں | **الف** - عبرانی زبان - (۱) قدیم عبرانی زبان کے قاعدے اور اصول - (۲) تلمود کا انتخاب (۳) عہد متوسط کے فلاسفر -

ب - سامی تحریرات - (۱) فینقی خط کی تشریح اور حروف تہجی کی تاریخ - (۲) شنجری آرامی تحریر کی تشریح - (خط سند اور حمیری کے کتبوں کی تشریح -

ج - اشوری اور سومری - (۱) زبان کے ابتدائی قواعد - (۲) نحو - (۳) تکوین اور غلغمیش کے قصوں کی خواندگی - (۴) قانون حمورابی - (۵) بابلی، اشوری اور سومری کے منتخب لٹریچر کا پڑھنا -

د - عربی - (۱) صرف ونحو کے قواعد اور عام خواندگی - (۲) ابن خلدون کی خواندگی اور تشریح - (۳) قرآن شریف - (۴) عربی زبان جو مصر و شام میں مروج ہے -

نوٹ :- عربی - عبرانی - چینی وغیرہ مروج زبانوں کے اسباق میں شام کو ہر خواہشمند طالب علم شریک ہو سکتا ہے -

ہ - سریانی - (۱) نحو اور بائبل مقدس کے سریانی ترجمہ کی خواندگی (۲) سیر القدیسین - (۳) شعر و نظم -

و - حبشی زبان - حبشی زبان کی گرمر اور منتخب خواندگی -

نوٹ :- (مذکورہ بالا زبانیں سامی زبان کی قدیم شاخیں ہیں -)

ز - تاریخ مشرق - (۱) مغربی ایشائے قدیم کی تاریخ فارسی عہد تک - (۲) عربی تمدن کا نشو ونما اور اسلام کا زمانۂ عروج (۳) موجودہ ترکی اور مصر کا دور احیاء اور ان کا اجتماعی اور سیاسی انقلاب -

ح فیلالوجی یا سامی ادبیات کا فلسفۂ زبان -

ط - مصری زبان - قبطی زبان کے قواعد جو قدیم زمانہ میں مروج تھے - اس کے بعد اسی دستور العمل میں آرین اور ہندوستانی زبانوں کا نصاب اور سلیبس بھی مندرج ہے - چنانچہ سنسکرت، پالی وغیرہ زبانوں کے متعدد شعبے قائم ہیں - زردشتی (جو ایران کا قدیم مذہب تھا اور جس کو پارسی قوم مانتی ہے) - بدھ مذہب اور تاریخ ہندوستان اور تاریخ ایران کی تعلیم کا انتظام بھی ان شعبہ جات میں موجود ہے - نہ صرف اسی پر اکتفا کیا گیا ہے بلکہ ارمنی - ترکی، چینی، جاپانی زبانوں کی تعلیم اور ان کا نصاب و سلیبس، مشرقی شعبہ جات کی طرف سے تیار کیا گیا ہے - الغرض کولمبیا یونیورسٹی ان تمام اسباق کا ہر اس طالب علم کے لئے انتظام کرتی ہے جو ان کی تحصیل کا ارادہ رکھتا ہو -

مذکورہ بالا دستور العمل سے ہمیں اس وسیع اور خاص طریقے کا پتہ چلتا ہے جس پر امریکہ کے مستشرقین گامزن ہیں اور جس کی قدر و قیمت شام و مصر کے لوگ اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے -

(باقی آئندہ)